حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس حاجی پور

(۳)

(سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم ۷ر اگست ۱۹۳۵ء)

172

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا جب انتقال ہوا تو آپ کو بعد نماز مغرب اطلاع ہوئی کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ وفات پاگئے ہیں۔ آپ نے بلا دریافت اور بلا کسی مشورہ کے اسیوقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت با برکت میں عریضہ لکھدیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا جانشین کون ہوا ہے۔ مگر میں اور میرا خاندان آپکو اپنا واجب الاطاعت امام مانتے ہیں اور آپکے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں قبول فرمادیں۔ اگر ایسا نہ ہو توجس کے ہاتھ پر حضور نے بیعت کی ہے اُسی کے ہاتھ پر میری اور تمام خاندان کی بیعت ہے۔

یہ خط اسیوقت لکھ کر رکھدیا اور علی الصباح ڈاک میں روانہ کردیا۔ اگلے روز قادیان سے اطلاع بھی چلی گئی کہ آپ رضؓ کے جانشین میاں محمود احمد صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ آپ اس اطلاع سے بہت ہی خوش ہوئے۔ مگر والد صاحب پہلے ہی بیعت کے لئے عریضہ روانہ کرچکے تھے۔ اس روز خود بھی حضور کی خدمت میں حاضری کے لئے دارالامان روانہ ہوگئے

آپ کو جب کوئی تکلیف ہوتی یا تشویش ہوتی تو آپ بہت دعا فرماتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواب میں آپ کو زیارت ہوتی اور حضور آپ کو تشفی دیتے۔ اگلے روز صبح کو وہ تشویش یا تکلیف کا ذکر منہ پر نہ آتا اور ہم سب حیران ہوتے کہ کل کیا حال تھا اور آج بالکل مطمئن ہیں اور ذکر تک بھی نہیں کرتے۔ پھر باتوں باتوں میں فرماتے کہ رات حضرت مسیح موعود ؑ سے ملاقات ہوئی اور حضور نے تشفی فرمائی الحمد للہ۔

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب خریدنے اور پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت صاحب ؑ کی بعض کتب کے آٹھ آٹھ نسخہ خریدے ہیں مگر میری لائبریری میں پھر نہیں ہیں۔ جو دیکھنے کے لئے لے جاتا پھر واپس نہیں دیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ضرور آپکے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ مطالعہ کا آپکو بہت شوق تھا۔ چنانچہ آپنے اپنے کمرہ کی سرہانے کی الماری میں قرآن شریف۔ احادیث۔ تفاسیر اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ رکھی ہوئی تھیں رات کو سوتے وقت ضرور حضرت صاحب ؑ کی کتاب کا مطالعہ کرکے سوتے تھے۔ ان کے علاوہ دیگر کتب دوسرے علوم اور تواریخ کا بھی آپنے اپنی لائبریری میں رکھی ہوئی تھیں۔ آپنے اپنی وفات پر ایک بہت بڑی لائبریری چھوڑی ہے۔ جسمیں ہر قسم کی کتابیں اخبار اور رسالجات موجود ہیں

تبلیغ احمدیت کا بہت شوق اور جوش رکھتے تھے۔

کوئی بھی اُن کے پاس سے خالی واپس نہیں گیا۔ خواہ اپنا عزیز ہو یا غیر رشتہ دار اور کسی مذہب کا ہو جس کو تبلیغ نہ کی ہو۔ ابتدائی ایام میں بحث ومباحثہ کا بازار بہت گرم رہتا تھا۔ اور تبلیغ کا سلسلہ اسطرح ہر وقت گرم رہتا تھا۔ مگر آخری عمر میں صرف احباب کو مطالعہ کتب یا احمدیہ لٹریچر کے ذریعہ ہی تبلیغ فرماتے رہے۔ اگر معلوم ہو جاتا کہ کوئی دوست تحقیق حق کا خواہاں ہے۔ تو مہاتدن اس کی اصلاح میں ایک کردیتے تھے۔ آپ کے ذریعہ بہت سعید روحیں داخل سلسلہ ہوئیں۔ بہت آپ کے نمونہ کو دیکھ کر داخل سلسلہ ہوئے اور بفضلہ تعالیٰ مخلص ثابت ہوئے۔ من جملہ اوروں کے ایک مولانا مولوی حاجی عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ اسلام (لنڈن۔ افریقہ وغیرہ) کا نمونہ آپ سب کے سامنے ہے۔ یہ بھی آپ ہی کی تبلیغ سے داخل سلسلہ ہوئے۔ اور انھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام میں جو درجہ حاصل ہے وہ ظاہر ہے (نیر صاحب کی تعلیم کا ایک حصہ پھگواڑہ ریاست کپورتھلہ میں ہوا اور وہیں سے آپنے بیعت کی)

آپ کی تبلیغ کا سلسلہ کبھی حکام میں بھی (خواہ وہ کسی مذہب وملت کے ہوں) بند نہ ہوا تھا۔ بلحاظ موقعہ ومحل آپ ہمیشہ انھیں بھی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اور سلسلہ کا لٹریچر بھی دیکھنے کو دیتے تھے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا کوئی خاص مضمون کسی خاص تعداد میں شائع ہوا ہو۔ تو آپ سیکڑوں کی تعداد میں قیمتاً منگواکر مفت تقسیم کروادیتے تھے۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا کسی خاص معاملہ یا اصول یا کسی انتظام کے متعلق کوئی خطبہ یا تقریر اخبار الفضل میں شائع ہوتی۔ تو وہ اخبار بھی حکام مقامی کو پڑھاتے۔ جس کا اُن پر خاص اثر ہوتا۔ اور اُن کو حضور ایدہ اللہ کی ذاتی قابلیت کا.... جو محض خداداد ہے معترف ہونا پڑتا۔

حضرت مسیح موعود ؑ کے زمانہ میں آپ اکثر عیدین کی نمازیں قادیان میں ہی آکر ادا کیا کرتے تھے۔ قربانی واپس جاکر اگلے یا دوسرے روز کرتے تھے علاوہ ازیں حضور کے زمانہ میں قادیان آنے کے لئے کوئی خاص وجہ ہی تحریک نہ ہوتی تھی۔ بلکہ بیٹھے بیٹھے جب حضور کی یاد نے جوش مارا۔ دارالامان کی روانگی ہوگئی۔ اور جب دربار نبوت سے اجازت ہوتی واپس جاتے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتداء ہی سے نبی اللہ رسول مانتے تھے۔ یہ عقیدہ پہلے سے ہی رکھتے تھے اعلانیہ نہ کہ پوشیدہ اور جس کے اظہار کا موقع اسوقت ملا جبکہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا اجرا ہوا۔ یعنی مولوی محمد علی صاحب نے منشی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کے ساتھ ساز باز کرکے اس میں سے صرف ایک ضمیمہ ہی احمدیوں کے حصہ میں رکھا تھا۔ اس کا علم ہونے پر سب سے پہلے آپ ہی تھے جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں اُن کے اس ساز باز کے خلاف اپیل کیا تھا جو درج ذیل ہے:-

اپیل بحضور حضرت مسیح موعود مہدی مسعود امام الزمان سلمہ الرحمان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ عریضہ بغرض توجہ حضور ارسال ہے۔ اگرچہ چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے۔ لیکن امید ہے کہ اس کو پڑھکر جواب سے معزز فرمایا جائیگا۔ گذشتہ تاریخ کے الحکم میں خاکساران خاکپائے حضور کو ایڈیٹر الحکم کی طرف سے مبارکباد دے کر ریویو آف ریلیجنز کے متعلق اس خط وکتابت کا تذکرہ کیا ہے۔ جو مابین منشی انشاء اللہ خان ایڈیٹر اخبار وطن اور مولوی محمد علی صاحب وخواجہ کمال الدین صاحب سے ہوئی ہے۔ وہ مضمون ایڈیٹر الحکم کا کچھ اس قسم کا تھا جو اصل حال سے دور تھا۔ جس کا مطلب خاکسار نے یہ سمجھا کہ منشی انشاء اللہ خاں نے ریویو پسند کیا ہے۔ اور وطن نے خریداران کو اس کی خریداری کے لئے توجہ دلائی ہے۔ اور دو سو خریدار بہم پہنچانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر یہ عاجز نہایت خوش ہوا۔ اور اخبار وطن کی خریداری کا مصمم ارادہ کیا لیکن خاکسار کی یہ خوشی اسیوقت رنج سے بدل گئی۔ جبکہ اس خط وکتابت کو دیکھا۔ اور وہ معاہدہ معلوم ہوا جو اُن کے درمیان ہوا ہے۔ گویا ریویو کو ہمارے امام صادق اور رسول برحق کی پاک تعلیم۔ الفاظ۔ خیالات۔ اعتقادات الہامات سے علیحدہ کردیا گیا ہے۔ اور ہم کو جو فدایانِ مسیح موعود میں خوش کرنے یا بالفاظ دیگر آنسو پونچھنے کیواسطے ایک ضمیمہ شامل کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ جس کی اشاعت ہم خادمان تک ہی محدود رہے گی۔ اسقدر معلوم ہونے کے بعد مجھ خاکسار کے لئے ماتم تھا اور ہے۔

میں اپنی حالت کو ظاہر نہیں کرسکتا۔ جو یہ خبر سنکر ہوئی خداتعالیٰ جو دلوں کے رازوں سے واقف ہے خوب جانتا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ لوگ اس زمانے کے رسول کے خیالات اور تعلیم اور وہ کلام ربانی جو اس رسول پر نازل ہوتا ہے چھوڑ دیں گے۔ تو وہ اور کونسی باتیں ہیں جن کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اسلام کوئی دوسری چیز ہے جو اس رسول سے علیحدہ ہوکر بھی مل سکتا ہے۔ کیا احمد سے علیحدہ ہوکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ مل سکتا ہے؟

کیا احمد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے پیدا کیا جس نے محمد اور احمد میں فرق جانا اس نے ہرگز حضور کو نہیں پہچانا۔ اسکا زبان سے اقرار محض لاف زنی ہے جسنے احمد کو چھوڑا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چھوڑا وہ ہرگز ہرگز آخرین منھم لما یلحقوا بھم کا مصداق نہیں۔ وہی احمد ہے وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو اسوقت ہم میں موجود ہے۔ پھر جو احمد کی تعلیم کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی اشاعت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ در اصل وہ ایک ہے۔ پھر کیا ایک معاہدہ کرنیوالے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانا چاہتے ہیں۔ یا منشی انشاء اللہ خان کو دو سو خریدار بہم پہنچانے پر یہ کچھ گئے ہیں۔ کیا اس خدائی سلسلہ کی اشاعت انشاء اللہ خان کی امداد پر منحصر ہے۔ ریویو پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے۔ یہ ترقی اور قبولیت منشی انشاء اللہ خان کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں خدا تعالیٰ ہی سب کچھ کر رہا ہے اور حضور کی دعائیں ہیں اور بس

ریویو صرف اسواسطے ہے کہ یورپ اور امریکہ میں عیسائیوں کے بناوٹی خدا کو انسان بنادے جسنے بالآخر وفات پائی۔ کیا یہ عقیدہ ظاہر کرنے کے واسطے ان کے لئے کوئی راہ ہے۔ جبکہ وہ مسیح موعود کی پاک تعلیم کو مسیح موعود سے علیحدہ کرلیں گے۔ اور اگر ایسا تو کیا۔ تو پھر منشی انشاء اللہ خان کے بہم پہنچائے ہوئے خریدار قائم رہ جائیں گے۔ ہرگز نہیں کیا ریویو کے مضامین کی قبولیت اور قابل تعریف ہونا جناب ایڈیٹر صاحب و منیجر صاحب نے اپنی ذات تک محدود سمجھ لیا ہے اگر ان کا ایسا خیال ہے تو غلط ہے اور بالکل غلط ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ حضور ہی کی برکت کا نتیجہ ہے۔ یوں ان کو اختیار ہے کہ وہ علیحدہ رسالہ جاری کردیں۔ لیکن وہ بھی دوسری اسلامی رسالوں کی طرح بے مغز اور بے برکت ہوگا۔ منشی انشاء اللہ خان کو ضرورت ہے تو وہ ریویو کے مضامین جو ان کو پسند ہوں اپنے طور پر طبع کراکر شائع کردیا کریں۔ احمدی فرقہ کا رسالہ اسیوقت تک احمدی ہے جبتک احمد مسیح موعود کی پاک تعلیم اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ ریویو کے زیادہ خریدار پیدا کرنے کا یہ منشا ہے کہ اسلام یا یوں کہو کہ مسیح موعود کی تعلیم کی اشاعت ہو۔ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ خدا کے لئے منیجر ریویو آف ریلیجنز کو حکم دیں کہ وہ اپنے ان خیالات کو چھوڑ دیں۔ ورنہ جو رسالہ یا کتاب یا اخبار ہمارے سردار حضرت مسیح موعود کے ذکر اور تعلیم سے خالی ہے۔ وہ ہمارا نہیں۔ ہم کو اس کی ضرورت ہے جس میں حضور کا ذکر ہو اور تعلیم ہو۔ جو ہمکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خدا تک پہنچاتا ہے

یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ خاکسار کو اپنی برادری پر کوئی بدگمانی نہیں ہے۔ بلکہ جو ایمان حضور پر خدا تعالیٰ نے مجھ کو بخشا ہے۔ جس کی تصدیق میرا بال بال کر رہا ہے وہ گوارا نہیں کرتا کہ اشاعت اسلام کا طریقہ ہمارے بھائیوں کی طرف سے ایسا رکھا جاوے فقط

برخوردار حبیب الرحمان سلمہٗ کو تپ آتا ہے۔ قادیان ہی سے تپ شروع ہو گیا تھا اب تک برابر آتا ہے اس کے واسطے دعا کریں اور نیز خاکسار کے واسطے بھی دعا کی جاوے

بخدمت جمیع احباب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا کا طالب۔

خاکسار حبیب الرحمٰن از موضع حاجی پور ضلع پھگواڑہ معرفہ ۲۶ فروری ۱۹۰۶ء

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء جلد ۱۰ نمبر ۸ صفحہ ۳ کالم ۲ تا ۳)

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب خط تحریر فرماتے تو آپکے نام کے ساتھ "رئیس" کا لفظ تحریر فرماتے۔ اسطرح یہ رئیس کا خطاب آپ کو حضرت اقدس نے دیا تھا۔ حالانکہ آپ سے بڑے بڑے جاگیردار اور ریاستیں تھے اور ہیں۔ مگر کوئی کسی کو رئیس نہیں لکھتا اور بڑے بڑے جاگیردار بھی آپ کو رئیس کے نام ہی سے لکھا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ علاقہ میں فلاں فلاں بڑے جاگیردار ہیں۔ کوئی کسی کو رئیس نہیں لکھتا۔ میں ایک معمولی زمیندار ہوں۔ مگر مجھ کو چونکہ یہ خطاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے عطا ہوا ہے اسلئے مجھ کو سب لکھتے ہیں

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر بہت پڑھا کرتے تھے ؎

اے خدا اے چارۂ آزار ما
اے علاج گریہ ہائے زار ما الخ

نیز انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھو بہت پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ یہ تو ہر وقت ہی ورد زبان رہتا تھا اور آپ اٹھتے بیٹھتے یا حی یا قیوم برحمتک استغیث بہت پڑھا کرتے تھے۔

جب پہلی پلیگ نمودار ہوئی تو اسوقت حضرت والد صاحب مرحوم کو بہت تشویش پیدا ہوئی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں دعا کے لئے بہت عرض کرتے رہتے تھے کہ میرے لئے۔ میرے اہل خانہ اور میرے گاؤں کے باشندوں کی حفاظت کے لئے حضور دعا فرماویں۔ آپکو بعد دعا اطلاع بخشی آپ معہ اہل وعیال اور گاؤں کے لوگ بالکل محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور وہ زمانہ امن و عافیت سے گذر گیا۔

بلکہ ایک بڑا نشان یہ بھی ہوا کہ ان ایام میں ہمارے گاؤں کا ایک بوڑھا کاشتکار روڈا نامی غیر احمدی اپنے کھیت میں تنہا رات کو سو رہا تھا۔ نصف شب گذرنے پر اس کا نام لے کر قریب سے ہی سے کسی شخص نے اس کو آواز دی کہ روڈا۔ روڈا۔ اس کی آنکھ کھل گئی کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ میانہ قد داڑھی مہندی رنگی پلنگ کے قریب کھڑے ہیں۔ اس نے کہا۔ کہ "حبیب الرحمٰن کو کہدینا کہ تمہارے گاؤں میں پلیگ نہیں آئے گی"

اس نے آواز دینے والے بزرگ کو بخوبی دیکھا۔ اور وہ بزرگ غائب ہو گیا۔

اگلے روز صبح کو اس نے یہ تمام واقعہ والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ والد صاحب نے اس بزرگ کا جب حلیہ دریافت فرمایا۔ تو وہ تمام و کمال حلیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ گویا حضور نے والد صاحب قبلہ کو اپنے تفکرات اور غموں میں ایسی ایسی خاص توجہات سے نوازا ہے۔

انتظام خانگی اور دیگر امورات میں بھی آپ ہمیشہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز عمل مدنظر رکھتے تھے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعودؑ کا عمل پیش کرکے عش عش کر جاتے تھے۔ اگرچہ آپ کو اپنی جوانی کے ایام میں بہت زیادہ غصہ تھا۔ مگر جونہی عمر کا زوال شروع ہوا۔ آپ کی طبیعت میں نہایت مسکینی۔ عاجزی انکساری پیدا ہو گئی تھی۔

گھر میں باوجود ماماًئیں ہونے کے امورات خانہ داری میں اکثر والدہ صاحبہ کا ہاتھ خود بھی بٹاتے تھے حتی کہ کھانا پکانے برتن صاف کرنے چائے تیار کرنے اور تقسیم کرنے وغیرہ وغیرہ امور میں کبھی گریز نہ کیا کرتے کرتے تھے۔ بلکہ چائے تو اکثر خود تیار کرتے اور ہم سب کو خود اپنے دست مبارک سے بنا کر دیتے تھے اور سب کو چائے کے وقت اپنے کمرہ خاص میں بلا لیتے چائے بنا کر دیتے جاتے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات یا دینی مسائل کا کوئی نہ کوئی تذکرہ جاری رکھتے۔

سلسلہ کے ہر ایک اخبار۔ رسالہ اور ٹریکٹ وغیرہ وغیرہ آپ ہمیشہ خریدتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور تقاریر کے چھپنے کے منتظر رہتے۔ تقریر جلسہ سالانہ چھپتے ہی فوراً منگاتے اور اول سے آخر تک مطالعہ فرماتے۔ اور وقتاً فوقتاً زیر مطالعہ رہتیں۔

آپ عرصہ تقریباً سات سال تک مرض ضعف معدہ میں مبتلا رہے۔ پھگواڑہ کے ایک حکیم صاحب جو ہمارے خاندان کے پرانے حکیم تھے۔ جن کو آپ سے خاص محبت تھی۔ اور ان کو تبلیغ بھی فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپ کی علالت کے ایام میں ایک روز وہ اور ان کے بھائی جو ریاست مالیر کوٹلہ میں مفتی تھے۔ اور ان کے دوسرے بھائی ان کے ہمراہ والد صاحب کی مزاج پرسی کے لئے آئے۔ والد صاحب کی طبیعت بہت کمزور تھی۔ دوران گفتگو میں سلسلہ کی باتیں شروع ہوگئیں۔ اس مفتی نے احمدیوں کے لئے واجب القتل کا فتویٰ سنایا آپ کو اس سے اسقدر ملال اور تکلیف ہوئی کہ ناقابل برداشت ہو گیا۔ اور آپ بہت روئے اور فرمانے لگے کہ میں یہ بات سننے سے قبل اگر مر جاتا تو بہت اچھا تھا۔

اس کے بعد اس مفتی کا پھر منہ نہیں دیکھا۔ اور حکیم صاحب سے باوجودیکہ ہمارے خاندان کے پرانے طبیب تھے سخت نفرت ہوگئی اور قطع تعلق کر لیا حکیم صاحب نے دوسروں کے ذریعہ بہت معافی چاہی کہ میرا کوئی قصور نہ تھا۔ مگر یہی جواب دیا کہ ایسے شخص کو میرے مکان پر کیوں لائے جو ایسے خیالات اپنے اندر رکھتا تھا۔ پھر ایک عرصہ دراز کے بعد وہ خود حاضر ہوا اور معافی چاہی۔ اور اپنی کسی ضرورت خاص کے لئے آپ کی امداد چاہی۔ اور اپنے بھائی کے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے بدل وجان معافی کے خواہاں ہوئے۔ والد صاحب نے ان کو معاف کر دیا اور ان کی امداد بھی کر دی۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد حکیم صاحب فوت ہو گئے۔ پھر وہ تعلق نہ رہا۔ جو پہلے تھا۔

اکثر جب مرکز سے چندوں کی تحریک ہوتی تو اپنی مستورات (اہلیہ۔ بہوؤں۔ بیٹیوں) کی طرف سے ارسال فرما دیتے۔ تا انھیں بھی چندہ دینے کی عادت ہو۔

فرمایا کرتے تھے:۔ کہ چندوں کی ادائیگی دل سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے محاسبہ کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اگر میرے پاس اسقدر روپیہ ہو تو میں تمام رقم خود ہی ادا کر دوں۔ . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

دھوکا۔ جھوٹ۔ فریب سے آپ کو غایت درجہ نفرت تھی۔ آپکے پاس ایک بھینس تھی۔ جس کا ایک تھن مارا ہوا تھا۔ گویا تین تھنوں سے دودھ دیتی تھی۔ اور دودھ بھی معمولی تھا۔ جس کی فروخت کی بھی فکر تھی ملازم متعدد بار خریدار لاتے۔ اور جب قیمت طے ہو جاتی تو منظوری کیلئے آپکے پاس آتے تو آپ پہلی مرتبہ بتادیتے کہ "بھینس کا ایک تھن مارا ہوا ہے" یہ سُن کر خریدار واپس ہو جاتے۔ اس طرح ملازمان بہت تنگ آگئے جو خریدار لاتے ہیں یہاں بھینس فروخت ہی نہیں ہونے دیتے۔ ایک روز انھوں نے آپس میں مشورہ کر لیا اور خریدار کو قیمت بھینس لانے کے لئے وہ وقت بتایا جب کہ والد صاحب اندر ہوتے تھے۔ یعنی علی الصباح چنانچہ خریدار بہت سویرے آیا۔ اور قیمت ادا کر کے بھینس لے گیا ادھر ملازمین نے جب دیکھا کہ وہ کافی دور نکل گیا ہے۔ تو وہ روپیہ اندر (زنانہ مکان میں) بھجوا دیا۔ رقم پہنچنے پر آپ معًا باہر تشریف لائے تھے۔ دریافت فرمایا بھینس فروخت ہو گئی؟ ملازموں نے عرض کیا جی حضور فروخت ہو گئی! دریافت فرمایا کہ کیا خریدار کو اس کے عیب سے آگاہ کر دیا تھا؟ اور خریدار کہاں ہے بلاؤ۔ جواب دیا کہ اس کو کافی دیر ہو چکی ہے۔ اور وہ دور چلا گیا ہے۔ فرمایا دیکھو اگر ہو تو بلا لاؤ۔ مگر وہ بہت دور جا چکا تھا پھر خاموش ہو گئے اور فرمانے لگے کہ دھوکا نہیں دینا چاہیئے۔ اللہ کریم کو دھوکا پسند نہیں ہوتا۔ اور ملازمان کو بہت ناراضگی کا اظہار کیا۔

اسیطرح اپنے معاملات اور جائیداد کی حفاظت میں جس طرح آپ اپنی چیز کا خیال رکھتے تھے۔ اسیطرح اپنے شرکاء کی چیز کا بھی خیال رکھتے تھے۔ حالانکہ وہ آپ سے بہت مخالفت رکھتے تھے۔ ان کے نقصان کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ حاجی پورہ کی حدود سے دوسرے گاؤں کی ملحقہ حدود والے نے آپ کے مخالف شریک کے حصہ میں سے چند درخت خود بخود درو کر لئے آپکے علم ہونے پر اس کو روک دیا۔ وہ ہندو جانتا تھا وہ شریک آپکے بہت معاند ہے اسلئے اسکو جرأت ہوئی۔ چنانچہ اس نے عرض کیا کہ میاں صاحب! میں نے آپکے درخت تو نہیں کاٹے۔ اگر میں آپکے سامنے ایسی جرأت کرتا تو آپ کی ناراضگی بھی بجا اور درست تھی۔ آپنے جواب دیا کہ ان درختوں کا کاٹنا میری انگلیاں کاٹنے کے مترادف ہے۔ دوسرا مالک اور میں دو نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی غلطی پر پشیمان ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ دوسرے کی آسائش کیلئے خواہ خود کیسے ہی مصائب اور تکالیف میں پڑ جائیں۔ مگر اس کو نہایت دلجمعی سے برداشت کر لیتے ہیں۔ وفات سے چند ماہ قبل کا واقعہ ہے کہ ہمارے ایک قریبی شریک (جن کا اوپر ذکر آیا ہے) کا لڑکا والد صاحب کے پاس آیا (اگرچہ ہمارے کپور تھلہ والے مکان میں جو مکانیت تھی وہ بہت ناکافی تھی) وہ شخص اور اس کے آباؤ اجداد آپ سے شدید مخالفت اور عناد رکھتے اور ہیں۔ تمام عمر انھوں نے جھوٹے مقدمات والد صاحب پر کر کے گذاری (اوپر درختوں کے کاٹنے کا واقعہ بھی اُسی رشتہ دار کے حصہ کے متعلق لکھا گیا ہے) نہایت منت وسماجت اور لجاجت سے اپنی تکلیف کا اظہار کیا کہ میرے پاس مکان کی بہت تنگی ہے۔ اگر آپ اپنے کپورتھلہ والے مکان میں سے جو ان کے مکان کے ملحق ہے مجھے دیدیں۔ تو تمام عمر احسان نہ بھولوں گا۔ اسوقت عزیز عبدالرحمان (جنھوں نے یہ واقعہ لکھا ہے) موجود تھے۔ والد صاحب نے اُن سے مشورہ طلب کیا کہ یہ عزیز اس غرض کے لئے آیا ہے اور اپنی تکلیف کا اسطرح اظہار کرتا ہے کیا کیا جائے؟۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ انھیں کہدیں کہ عبدالرحمان رضامند نہیں ہے۔ ہماری ضرورت اب بھی پوری نہیں ہو سکتی تکلیف ہوگی۔ چنانچہ آپ مان گئے۔ مگر کچھ وقفہ کے بعد نہ معلوم کیا دل میں رحم آگیا کہ اس کو اجازت دے دی۔ کہ آپ اس مسقوف حصہ کو اپنے مکان میں شامل کر کے اپنی تکلیف کو رفع کر لیں اور تحریر دیدی۔ جب عرض کیا تو فرمانے لگے کہ میرے لئے وہ بھی تمہارے جیسا بچہ ہے۔ اب وہ بچے باپ سمجھ کر میرے پاس اپنی تکلیف لیکر آیا۔ اور سوال کرتا ہے۔ میں نے رد کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اگرچہ تمہارے کہنے پر میں نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا۔ مگر میرے ضمیر نے تسلی نہیں دی۔ اور یہی چاہا کہ اس کی درخواست کو رد نہ کروں۔ چنانچہ میں نے اجازت دیدی۔ حالانکہ معمولی سا اشارہ بھی درخواست کنندہ کے لئے کافی تھا۔ مگر آپنے سائل کے سوال کو رد نہ کیا۔ خود نقصان برداشت کر لیا۔

والد صاحب کو اپنی تمام اولاد۔ رعایا اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے بڑی محبت تھی۔ خواہ کوئی کتنا ہی آپ کا دشمن کیوں نہ ہو۔ اگر آپکے پاس کسی امداد کا خواہاں ہو کر آیا ہے۔ تو کبھی روگردانی نہیں فرمائی۔ بلکہ ہر ممکن ذریعہ سے اس کی اعانت فرماتے تھے۔ حاجی پور میں تمام مسلمان آباد ہیں گئے۔ مگر وہ تمام بے نمازی تھے اُن کی اصلاح کیلئے کوئی دقیقہ آپنے اٹھا نہ رکھا۔ مبلغین جماعت اور ہر ایک اہل علم کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ گاؤں کم از کم نمازیوں کا ہی ہو جائے۔ اور اپنی زندگی میں کوشش فرمائی۔ مگر گھڑے کی چکنی بوند سے زیادہ اہالیان دہ پر کچھ اثر نہ ہوا۔

سچائی کے اظہار کیلئے وہ کسی کی بھی پروا نہ کیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے آدمی کے روبرو بھی سچی بات اور سچا واقعہ بیان کرنے میں نہ جھجکتے تھے۔ راستگوئی اُن کا شیوہ تھا۔ جس سے بہت سے نقصان اور تکالیف بھی برداشت کیں۔ مگر راستگوئی کو نہ چھوڑا تھا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سابق وزیر صاحب نے سرکاری جاگیر کے فروخت کرنے پر کہ انھوں نے اس معاملہ میں غلطی کی ہے اور جلدبازی سے کام لیا ہے۔ یہ بہت ہی قیمتی تھی۔ تحصیلدار صاحب بھگواڑہ نے صاف اور کھلے الفاظ میں اظہار افسوس کیا تحصیلدار صاحب نے محض اپنی ناموری کیلئے فوراً اطلاع دی کہ فلاں کام حضور نے کیا ہے۔ حالانکہ حضور بڑے سمجھدار اور تجربہ کار ہیں۔ مگر (منشی) حبیب الرحمن (صاحب) یہ کہتے ہیں یہ سُن کر وہ خاموش ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد والد صاحب کو اُن سے ملنے کا اتفاق ہوا اور اس کا تذکرہ آیا۔ اسپر انھوں نے دریافت کیا۔ اس کام کے متعلق آپ یہ کہتے ہیں کہ میں نے غلطی کی ہے اور ناتجربہ کاری ہے وغیرہ؟ اسپر والد صاحب نے بلا کسی ہچکچاہٹ کے فرمادیا کہ ہاں میرا تو ایسا ہی خیال ہے حالانکہ وہ ریاست کا ایک بڑا حاکم تھا۔ اس سے سب خائف تھے اور جو بات وہ منہ سے نکالتے تھے۔ اس کے خلاف بولنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی۔ مگر والد صاحب نے راستی کے مقابلہ میں کچھ پروا نہ کی۔ وہ اس کا اقرار کسی اور رنگ میں بھی کر سکتے تھے مگر انھوں نے صاف صاف کہدیا۔ یہ سُن کر وہ خاموش ہو گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ سچا آدمی ہے اور سچائی کے اظہار میں کبھی نہیں گھبراتا۔

آپ ریاست میں ایک قابل اور لائق منشی مانے ہوئے تھے اور بفضلہ تعالیٰ قانونی ہر ایک قسم کی استعداد اور قابلیت رکھتے تھے۔ اور بڑے منتظم مانے جاتے تھے۔ اکثر تحصیلداران وغیرہ مقدمات اور انتظامی معاملات میں مشورہ کیلئے آپکے پاس آتے رہتے تھے۔ اور پیچیدہ مقدمات کے فیصلہ جات لکھنے کیلئے امثلہ آپکے پاس بھیجدیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ تحصیل بھگواڑہ سے تبدیل ہو کر چلے جانے پر بھی دوسری جگہ سے یاد فرماتے رہتے تھے یا خود پہنچ جاتے تھے۔ قانونی کثرت انہماک کے باوجود آپنے کبھی انصاف اور دیانت کو ہاتھ سے نہ دیا۔ عدالتی کام کسی جگہ نہیں کیا تھا۔ مگر اس میں بھی اُن کی قابلیت کا سب کو اعتراف تھا۔ تحصیل بھگواڑہ میں کوئی تحصیلدار ایسا نہیں آیا۔ جس کو اُن کی شاگردی کا فخر حاصل نہ ہو بعض حکام بالا آپ کو سربراہ تحصیلداران کے نام سے بلایا کرتے تھے۔ علاقہ کے اکثر پیچیدہ مقدمات کی تحقیقات کیلئے آپ کو منصف قرار دیا جاتا تھا اور آپکی **Utmost** کوشش یہی ہوتی تھی کہ فریقین میں باہمی مصالحت ہو جائے اور آپ اس میں سو فیصدی کامیاب ہوتے تھے۔ اکثر ایسے پیچیدہ مقدمات میں کامیابی پر حکام حیران رہ جاتے تھے۔ معلوم نہیں آپ کو یہ ڈھنگ کہاں سے آیا ہے کہ باہمی مصالحت فوراً کرا دیتے ہیں۔ ہم نے تو ہر چند کوشش کی۔ مگر فریقین کسی طرح پر بھی راضی نہ ہوئے۔ بالآخر آپکے پاس ہی بھیجنا پڑا۔ آپکے فیصلہ کی اپیل نہ ہوتی تھی۔ اگر کسی نے کر دیا تو فیصلہ بحال رکھا جاتا تھا۔ کیونکہ ہر ایک قانونی نقطۂ نگاہ کو مدنظر رکھکر فیصلہ کیا جاتا تھا اور مکمل ہوتا تھا۔ آپ کی راستبازی اور انصاف کا علاقہ بھر میں چرچا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپکا تمام علاقہ پر خاص رعب اور اثر تھا۔ اور علاقہ کے زمیندار آپ کی انگلی کے اشارے تھے۔

مقدمات کی تحقیقات کیلئے جب آپ باہر تشریف لیجاتے تو کھانا ساتھ پکوا کر لے جاتے کبھی کسی اہل مقدمہ کے ہاں کھانا پانی تک بھی نہ پیتے تھے۔ حالانکہ ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی تھی بلکہ آپ کو کھلانا اپنے لئے موجب برکت سمجھتے تھے۔ آپ یہی جواب دیتے کہ تم میرے بھائی ہو مگر ایسے موقعہ پر نہیں کھا سکتا یہ خلاف شریعت ہے۔ اگر دور کسی تحقیقات پر جانا اور رات وہاں ٹھیرنا ہوتا تو اپنا کھانا خود تیار کراتے تھے۔ یا بعض اوقات غیر آدمی کی (جس کا مقدمہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو) درخواست پر اُس کی دعوت منظور فرما لیتے۔ حدود شریعت کے اندر رہ کر کسی کی دل شکنی نہ کرتے تھے۔ حتی الوسع دلداری ہی کیا کرتے تھے

مہاراجہ صاحب بہادر جب بھگواڑہ سالانہ دورہ پر تشریف لاتے تھے تو جو ایڈریس زمینداران علاقہ کی طرف سے اُن کو دیا جاتا تھا وہ والد صاحب ہی تیار کرتے تھے اور خود ہی دربار میں پڑھ کر سناتے تھے

ایکمرتبہ زمینداران علاقہ کی طرف سے کچھ تکالیف کا اظہار کر کے سرکار سے امداد چاہی۔ اسپر مہاراجہ صاحب بہادر نے والد صاحب کو آنریری مجسٹریٹ کے اختیارات دربار میں ہی علاقہ تحصیل بھگواڑہ کیلئے عطا فرمادیئے۔ فرمایا کہ "ہم منشی حبیب الرحمان کو آنریری مجسٹریٹ کے اختیارات دیتے ہیں"

یہ ایک بالکل نئی بات تھی۔ کیونکہ اسطرح دربار میں ہی کبھی احکام صادر نہیں کئے گئے۔ بلکہ وعدہ کر لیا کرتے ہیں کہ غور کرینگے۔ اور کپورتھلہ جا کر احکام صادر فرمایا کرتے تھے مگر والد صاحب کو اسطرح دربار میں اختیارات دینا بالکل نئی بات تھی۔ جس سے بہت بڑی عزت افزائی کی گئی۔ اور حاضرین دربار اور پھر دوسرے لوگوں کی طرف سے ڈبل مبارکباد کے ہدیہ پیش ہوئے۔ آپ ممبر اسمبلی ریاست۔ ممبر لوکل بورڈ (اس میں آپ قریبًا ۳۲ سال تک سرکاری نامزد شدہ ممبر رہے ہیں) پریذیڈنٹ پنچایت۔ سکرٹری انجمن زراعت رہے ہیں۔

ان باتوں کی موجودگی میں آپنے کبھی اپنی ذاتی قابلیت یا وجاہت کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ یہی فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب کچھ مجھ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہی ملا ہے۔ میری ایسی تعلیم نہیں (آپ میٹرک پاس تھے) علمی قابلیت جسقدر بھی مجھ کو حاصل ہوئی ہے۔ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ ہی سے ... حاصل ہوئی ہے۔ یہ شہرت اور عزت۔ اور یہ فہم اور فراست سب حضور کی غلامی کی طفیل ملی ہے۔ ورنہ میری ذاتی قابلیت اور لیاقت اور ظاہری وجاہت کچھ نہیں ہے۔

آپ ہندو کی دوکان سے کوئی چیز نہیں خریدا کرتے تھے بالخصوص کھانے کی چیزیں۔ اور ہمیں بھی یہی ہدایت رہتی تھی کہ حتی الوسع ہندوؤں کے ہاں سے نہ خریدا کرو پہلے مٹھائی چونکہ ہندو تیار کرتے تھے (اب تو مسلمان دوکانیں بھی بن گئی ہیں) اسلئے مٹھائی کبھی نہیں کھاتے۔ اگر تحفہ کے طور پر کسی جگہ سے آتی تو ہمیں کھلایا کرتے تھے۔ خواہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی اور خاص طور پر تیار شدہ کیوں نہ ہوتی۔

آپ کو نفرت تھی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے اس قسم کی احتیاط کا ارشاد ہوا۔ تو پھر اس حکم کی تعمیل کے لئے خاص احتیاط فرماتے تھے۔ اگر بطور تحفہ کسی جگہ سے مٹھائی وغیرہ آتی تھی۔ تو ہمیں بھی کھانے نہ دیتے تھے۔ اس کی حوصلہ افزائی اور خوشی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا تحفہ لے لیا کرتے تھے۔ اور کسی کو دے دیتے تھے۔ یہ کہہ کر چونکہ یہ ہندو کے ہاں کی تیار شدہ ہے اسلئے اگر تم نے کھانی ہو تو لے لو۔ پھر جن لوگوں کو یہ علم ہو گیا کہ آپ ہندو کی تیار شدہ مٹھائی نہیں کھاتے۔ وہ احتیاط کرتے۔ اور مسلمان کی دوکان سے مٹھائی لاتے اور پیش کرنے سے قبل عرض کر دیتے کہ میں یہ مٹھائی مسلمان کی دوکان سے لایا ہوں۔ آپ ضرور کھائیں۔ پھر آپ کھا لیتے۔

آپ کسی بڑے سے بڑے یہاں تک کہ مہاراجہ صاحب سے بھی ملاقات کے وقت بلا کسی روک ٹوک آزادانہ طور پر باتیں کر لیتے تھے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور میں جب حاضر ہوتے۔ تو حضور ایدہ اللہ کا ادب ان کے دل میں اسقدر تھا کہ حضور کے رعب سے زبان رکتی تھی۔ اور اپنی ملاقات میں حضور سے جو بات عرض کرنی ہوتی تھی لکھ کر لے جاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ) کا اسقدر رعب ہے کہ میری آنکھیں سامنے نہیں ہوتیں۔ کئی باتیں عرض کر کے دریافت کرنی ہوتی ہیں۔ رعب کی وجہ سے بھول جاتا ہوں۔ اس لئے اب لکھ کر لے جاتا ہوں۔

فرماتے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ سے آزادانہ طور پر باتیں کر لیا کرتے تھے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے روبرو زبان نہیں چلتی۔

فرماتے کہ ان کا (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ) کا دماغ ایسا ہے کہ میں نے آج تک کسی کا نہیں دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے ان کا خاص ہی دماغ بنایا ہے۔ اور خاص اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے متعلق خاص عقیدت رکھتے ہوئے یہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اگر آپ (خلیفۃ المسیح الثانی) بعیت کا دعویٰ کریں تو سب سے پہلا میں ہوں گا جو آپ کو ماننے والا ہو گا۔

آپ کا اکرام ضیف تو زبان زد خلائق تھا۔ کسی مہمان کی خاطر و مدارات میں کبھی آپ نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آئے دن اعلےٰ حکام کی دعوتیں رہتی تھیں۔ جن پر کافی صرف کر کے ان کے عیش و راحت اور مذاق و مرغوب طبع کا پورا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ اور جس طرح بھی مہمان کو راحت حاصل ہوتی وہی صورت اختیار فرماتے تھے۔ خواہ راحت ایک ہی کیوں نہ ہو جائے

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی لدھیانہ سے واپسی دارالامان تشریف لے جا رہے تھے۔ حضور کے خدام بھی ہمراہ تھے۔ اکثر ننگہ کریام وغیرہ کی جماعتیں حضور کی زیارت کے لئے پھگواڑہ اسٹیشن پر حاضر ہوئی تھیں۔ مگر محکمہ ریلوے کی غلطی سے حضور نے جس گاڑی سے روانہ ہونا تھا نہیں ہو سکے۔ اور دوسری گاڑی سے روانگی کا فیصلہ ہوا۔ مگر والد صاحب لدھیانہ سے پہلی گاڑی سے ہی اجازت لے کر آ گئے تھے۔ تا کہ ہم سب کو مطلع کر دیا جائے کہ حضور علیہ السلام اس گاڑی سے نہیں بلکہ دوسری گاڑی سے تشریف لاویں گے۔ پھگواڑہ پہنچ کر دیکھا کہ گرد و نواح کی جماعتوں کے لوگ جمع ہیں۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئے سب کو حضور کی آمد کی اطلاع کر کے سب احباب کو فرمایا کہ سب حاجی پور چلیں ادھر ہی کھانا کھائیں۔ کیونکہ گاڑی آنے میں

۴۴ ابھی دیر ہے۔ خود بھی کئی روز کے بعد سفر سے واپس آ رہے تھے اور سفر کی تکان کے باوجود اسٹیشن پر سے جنس (گوشت وغیرہ) کا انتظام کر کے سب بھائیوں کو ہمراہ لے کر حاجی پور روانہ ہو گئے

میں کیونکر احمدی ہوا؟

جناب ولی داد خان صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ظفروال سکنہ مرادڑا کے حالات

میں محکمہ نہر میں ملازم تھا۔ ۱۹۰۷ء میں مقام بنگلہ خدایار ضلع لائلپور میں سب ڈویژنل آفیسر کی پیشی میں متعین تھا۔ اتفاق سے شیخ اصغر علی صاحب احمدی کلرک تبدیل ہو کر وہاں آ گئے۔ اخبار "بدر" ان کے نام آتا تھا۔ ان سے لے کر میں بھی پڑھ لیا کرتا تھا۔ بلکہ شیخ صاحب نے کہا کہ مجھے کام کی کثرت رہتی ہے آپ اونچی آواز سے پڑھ کر سنا دیا کریں اخبار کے اثر سے میں نے ان سے کتابیں لے کر دیکھنی شروع کیں۔ شیخ صاحب کے نمونہ نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ جلسہ کے قریب شیخ صاحب کے ایک دوست مرزا رحمت بیگ کا خط آیا کہ میں جلسہ پر جاؤں گا تا کہ تمام عمر شتر بے مہار کی طرح نہ گذر جاوے۔ ان الفاظ کا اثر مجھ پر بہت ہوا۔ اور میں نے بھی جلسہ پر جانے کی تیاری کر لی رات کو جب قادیان گئے تو مجھے حقہ پینے کی منحوس عادت تھی۔ رات کو حقہ نہ ملا۔ صبح باہر نکلا تو ڈھاب سے گھمار مٹی اٹھا رہے تھے۔ ان کے پاس حقہ تھا۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا حقہ پینے لگا۔ میں نے کہا کہ یہاں حقہ نہیں ملتا۔ انھوں نے مجھے حقہ دے دیا اور کہا کہ جس کمرے میں تم ٹھہرے ہو۔ جب جاؤ تو وہیں چھوڑ جانا۔ ہم لے لیں گے۔ ان کا یہ خلق مجھے اب تک یاد ہے۔

صبح کو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر تشریف لاویں گے۔ مسجد مبارک کے قریب تمام احمدی جمع ہو کر ایک دوسرے پر گرتے تھے۔ میں اکیلا دوسری گلی کے سرے پر کھڑا دعا کر رہا تھا۔ کہ الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس راستہ سے تشریف لے آویں۔ تو سب سے پہلے مجھے زیارت نصیب ہو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور مع صاحبزادہ صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ) اسی راستہ سے نکل آئے۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جس طرح سورج بادل میں سے نکلتا ہے۔ میں نے دوڑ کر سب سے پہلے مصافحہ کیا۔ اور حضور آریوں کے بازار سے ہوتے ہوئے اس طرف تشریف لیگئے جس طرف ہائی سکول ہے، حضور جلدی جلدی چلتے تھے۔ اور لوگ دوڑ کر ملتے تھے تھوڑی دور چلکر ٹھیر جاتے تھے۔ غالباً نواب محمد علی خان صاحب کے باغ تک جا کر واپس تشریف لائے۔ اور جہاں اب مدرسہ کا ہال یا مسجد نور ہے وہاں بیٹھ گئے۔ اور سید حامد علی شاہ صاحب مرحوم نے نظم پڑھی۔ اسطرف کوئی آبادی کا نام و نشان نہ تھا۔ صرف موجودہ درخت بوہڑ نہایت ردی حالت میں تھا۔ واپسی پر مسجد اقصیٰ میں لیکچر دیا۔ حضور کی زبان مبارک میں پیاری پیاری لکنت تھی میں نے پڑھا ہوا تھا کہ ؎

بولن لگا اڑ کر بولے
پٹھاں نے سچھ مارے

دوسرے میں نے ایک قلمی کتاب میں پڑھا تھا "مہدی کے بالوں کا عرق موتیاں کی طرح چمکتا ہو گا"۔ یہ بھی میں نے بچشم خود دیکھا۔ جب مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو صحن کی طرف ایک ہندو کا مکان تھا۔ جس کا چھت مسجد کے صحن کے برابر تھا ہم بہت سے آدمی جو اس کے مکان کی چھت پر سے گذرے تو اس ہندو نے بہت گالیاں دیں۔ اور تمام جماعت نے خاموشی سے سنیں۔ حضرت صاحب نے اپنے لیکچر میں بہت تعریف کی کہ میں جماعت میں یہ روح دیکھنا چاہتا ہوں۔

مئی ۱۹۰۸ء میں ایک اہل حدیث نمبردار میرے پاس بنگلہ میں کسی کام کے لئے آیا۔ اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں احمدی ہو گیا ہوں۔ اس نے میرے ساتھ جھگڑا شروع کر دیا۔ آخر کہنے لگا اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو میرے ہاتھ پر طاعون کا پھوڑا نکلے۔ میں نے اسوقت کارڈ لے کر اس کے سامنے لکھ دیا کہ حضور اسوقت ایک اہلحدیث نمبردار میرے پاس بیٹھا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ حضور سچے ہیں تو مجھے طاعون کا پھوڑا نکلے۔ اسوقت حضور لاہور آئے ہوئے تھے مجھے واپسی جواب گیا کہ اس کو کہدو کہ جلدی توبہ کرے۔ پھر وہ نمبردار مجھے نہ ملا اور نہ میں نے حضرت صاحب کا پیغام دیا۔ وہ معاملہ سرکاری لے کر داخل کرنے کے لئے لائلپور گیا۔ بعد ادخال معاملہ گاڑی میں بیٹھا۔ طاعون کا پھوڑا راستہ میں نکلا اور راہی ملک بقا ہوا۔

جب میری سسرال میں احمدی ہونے کی اطلاع ہوئی۔ تو پیر جماعت علی وہاں گئے ہوئے تھے۔ انھوں نے میرے خسر کو کہا کہ تمہارا داماد احمدی ہو گیا ہے تمہاری لڑکی کا نکاح فسخ ہو گیا ہے تم لڑکی وہاں سے لے آؤ۔ میرے خسر نے جواب دیا کہ کیا ساری دنیا آپ کی مرید ہے کیا ہوا اگر میرے داماد نے مرزا صاحب کی بعیت کر لی ہے۔ لوگوں نے تو دنیا میں مختلف پیر بنائے ہوئے ہیں یہ بیچارہ تھا تو ان پڑھ مگر جواب خوب دیا۔ چونکہ اسکو سلسلہ کا کوئی علم نہ تھا۔ اور اس کی تمام برادری جمع تھی۔ جب فسخ نکاح کے لئے کہا گیا دل میں اسکو فکر ہو گیا۔ وہ بیچارا فوراً اٹکٹ لے کر میرے پاس پہنچا اور کہا کہ پیر صاحب نے کہا ہے کہ بوجہ بعیت نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ میں نے دس شرائط بعیت اس کو سنا دیں اور کہا کہ میرے پیر نے مجھے یہ دینی احکام دیئے ہیں۔ جونسا حکم اسلام کے برخلاف ہو میں چھوڑ دوں۔ اگر اپنی لڑکی کو لے جانا چاہتے ہو تو مع بچوں کے حاضر ہے۔ لے جاؤ۔ اس بزرگ نے کہا کہ فوراً میری بعیت کا خط لکھدو۔ اسلام تو یہی ہے۔ میں نے کارڈ لیا اور انکی بعیت کا خط لکھدیا۔ یہ اپنے گاؤں میں اکیلا احمدی تھا۔ لوگ تکلیفیں دیتے رہے اور یہ برداشت کرتا رہا۔ تہجد خواں تھا۔ اب ان کا لڑکا مخلص احمدی ہے اخیر وقت تک اس نے احمدیت کو خوب نبھایا۔ جب میں بعیت کر کے واپس آیا تو میری بیوی نے مجھے کہا کہ میری بعیت کا خط لکھدو۔ میں نے کہا کہ تم نے کون سا نشان دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ جس کی بعیت میں یہ تاثیر ہے کہ تم پابند صوم و صلوٰۃ ہو گئے ہو۔ اور گو پہلے بھی میرے ساتھ نرمی کا سلوک کرتے تھے۔ مگر اب جو سلوک ہے یہ نشان ہے میں نے بعیت کا خط لکھدیا۔ اب میری بیوی موصیہ ہے اور نہایت مخلصہ ہے۔ خلیفہ وقت کے حکم پر کئی دفعہ زیور اتار کر دے دیئے ہیں۔ یہ سب تحریر میری حلفیہ ہے

(ولیداد خان از مرادڑا)

(باقی آئندہ)

اخبار فاروق نصف قیمت میں

یہ اخبار جو خالص تبلیغی پرچہ ہے دارالامان قادیان سے مہینے میں چار بار شائع ہوتا ہے۔ اس میں اندرونی اور بیرونی مخالفین سلسلہ احمدیہ و معاندین اسلام کے اعتراضوں کے نہایت متانت سے مگر دنداں شکن جواب دیئے جاتے ہیں۔ سالانہ چندہ چار روپے اور ششماہی دو روپے ہے۔ اس کی اشاعت بڑھانے کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ جدید خریداران مندرجہ ذیل پانچ روپیہ کی کتابوں میں سے جو دوست ایک سال کے لئے خریدار ہوں ان کو دو روپیہ کی اور جو چھ ماہ کے لئے خریدار ہوں ان کو ایک روپیہ کی کتابیں ان کی حسب پسند مفت بطور انعام دی جائیں۔ اسطرح گویا ان کو نصف قیمت میں یہ اخبار ملے گا۔ پس اگر آپ سال بھر کے لئے خریدار بننا چاہیں تو ذیل کی کتابوں میں سے دو روپیہ کی انتخاب کر کے فوراً اطلاع دیں۔ یہ کتابیں صرف فاروق کے چندہ سالانہ یا ششماہی میں وی پی کی جائیں گی محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ یہ رعایت صرف ایک سو خریداران کو ملے گی۔ اس کے زائد تعمیل نہ ہوگی۔ جلد درخواستیں بھیجدیں۔

تبلیغ رسالت حضرت مسیح موعودؑ کے دو بال ۱۸۹۹ء و ۱۸۹۸ء کے ان اشتہاروں کا مجموعہ جو حضور نے اتمام حجت کے طور پر اپنی صداقت کے لئے شائع کئے دو جلد قیمت عہ

تنقید صحیح مولوی جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ دمشق کی تصنیف بابی مذہب کی تردید میں قیمت ۸ر

مباحثہ مونگیر (ہر دو حصہ) علاقہ بہار میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کا جو مشہور مباحثہ ہوا تھا قیمت ۸ر

تجلیات رحمانیہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے رسالہ شہادات مرزا وغیرہ کا جواب از قلم باطل شکن مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری حال مبلغ دمشق ۶ر

بٹالوی انجام رئیس المکذبین مولوی محمد حسین بٹالوی کے آغاز و انجام کا پُر لطف اور بٹالوی کے متعلق پیشگوئی کا پورا ہونا۔ قیمت ۴ر

تحفہ مستریان مستریان کے مباہلہ کے فتنہ کا انکشاف اور ان کی دعوت مباہلہ کا مکمل جواب قیمت ۵ر

خطبات نمبر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے چار ابتدائی تاریخی خطبوں کا مجموعہ جو حضور نے گذشتہ سال احرار اور گورنمنٹ اور احمدی جماعت کے متعلق فرمائے قیمت ۴ر

چھوت کا بھوت مسلمانوں کو ہندوستان میں اپنی ہستی قائم رکھنے کے لئے جو کرنا چاہیئے۔ وہ اس میں بتایا گیا ہے قیمت ۲ر

تنبیہ زباں دراز آریوں کی تردید میں لاجواب رسالہ ۱ر

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام
قیمت ایک آنہ

ویدک توحید کا آئینہ رد آریہ
قیمت ۲ر

ہدیہ قاسم (نظم میں) قیمت ایک آنہ

ہدایات زرّیں برائے مبلغین
قیمت ۵ر

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار فاروق قادیان

قوم کا مذاق بہترین کتابوں سے بنتا ہے

انسان ہر حالت میں اپنے نفس کی تہذیب و تثقیف کا محتاج ہے۔ کیونکہ ایک بچہ۔ ایک جوان۔ ایک ادھیڑ اور اسی طرح ایک بڈھا۔ اور ایک عورت ہر وقت اپنے گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہوتا ہے۔ روزمرہ ایسے واقعات ہر انسان کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ جن سے ان کا نفس مسموم ہوتا رہتا ہے۔ اور اس زہر کو دور کرنے کی بہت ہی کم فکر کی جاتی ہے

تعلیم یافتہ انسانوں کے لئے اس زہر کا اثر اور بھی زیادہ وسیع ہے۔ جبکہ وہ عام انسانی اعمال سے متاثر ہونے کے علاوہ لغو اور بیہودہ لٹریچر کے مطالعہ سے بھی اپنے آپ کو مسموم کرتے رہتے ہیں

ہندوستان میں ہزاروں لاکھوں کتابیں ہر سال ایسی طبع ہوتی ہیں۔ جن سے ملک کا اخلاق بگڑتا ہے۔ مگر نہ تو ان کتابوں کے پڑھنے والے ہی کچھ محسوس کرتے ہیں اور نہ ملک کے لیڈر اور زعیم قوم کو اس زہر سے بچانے کی سعی کرتے ہیں۔ جن کو اس امر کا درد ہے کہ ملک کو اس مسموم ہوا سے نکال کر صحیح و صاف ہوا میں رکھا جاتے اور اس بگڑے مذاق کو درست کرنے کی سعی کیجائے کیونکہ قوموں کی زندگی ان کے اخلاق معیار کے بلند ہونے سے ہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جن قوموں کے اخلاق پست ہوتے ہیں وہ پستی کے گڑھے میں گر جاتی ہے۔ تو ان کا درد ان کو مجبور کرتا ہے کہ ملک کے اخلاق کو اعلیٰ درجہ کے لٹریچر سے درست کریں ایسے لوگ ملک کے حقیقی بہی خواہ ہوتے ہیں۔ ان ہی میں سے ایک **میاں سلطان احمد صاحب وجودی** ایم۔ آر۔ اے۔ ایس بھی ہیں۔ جنھوں نے قومی مذاق کو درست کرنے کے لئے اپنے اوقات کا بہترین حصہ صرف کیا ہے اور ملک کے لئے بہترین لٹریچر مہیا کیا ہے۔ چنانچہ ملک کے بہترین انشاء پردازوں اور دردمندان قوم نے اس لٹریچر کو بہت پسند کیا ہے۔ میں ان کی سعی کو بہت ہی امتنان کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اور ہر اس شخص سے جو مفید اور بامذاق لٹریچر پڑھنے کا خواہشمند ہو اپیل کرتا ہوں کہ وہ وجودی صاحب کی کتابوں کے مطالعہ سے اپنے مذاق سلیم کو روشن کرنے اور اس غرض کے لئے **نظامیہ بک ڈپو بٹالہ** سے اس سکیم کو طلب کرے۔ جو انھوں نے وجودی صاحب کی کتابوں کو کم قیمت طریق سے اپنے مستقل خریداروں کے ہاتھوں تک پہنچانے کی تجویز کی ہے۔

مینے بھی اس سکیم کو دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس فائدے کے مقابلہ میں جو ان کتابوں کے مطالعہ سے حاصل ہوگا۔ اس سکیم پر عمل کر کے روپیہ خرچ کرنے والے دوست بہت فائدے میں رہیں گے

پس جو احباب میری اس رائے سے اتفاق کریں۔ وہ سکیم کے کسی ایک درجے کے ممبر بن سکتے ہیں۔

(محمود احمد عرفانی)

١٧٩

ضروری گذارش

جن احباب کی طرف سے ابھی تک ۳۴ء اور ۱۹۳۵ء کا چندہ اخبار الحکم وصول نہیں ہوا۔ وہ مہربانی فرما کر اپنی پہلی فرصت میں جس سال کی قیمت ان کے ذمہ لگتا یا ہو ارسال فرما کر ممنون فرمائیں یا دوبارہ وی پی کی اجازت دیں۔ کیونکہ اکثر احباب وی پی واپس کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دفتر کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

منیجر اخبار الحکم قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)